ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

اسبابِ نزول میں تعدد روایات کی صورت میں صحیح سبب نزول کے تعین کے ضابطے

Iqra Yousaf [1]

Dr. Hafiz Muhammad Waseem Abbas[2]

Dr. Hafiz Mahmood Akhtar[3]

Abstract

The term asbab al- nuzul (اسباب نزول) is a classical phrase that names the historical context in which particular Quranic verses were revealed from the standpoint of traditional Islam. Not anglophone scholars consider it of limited use as an aid for reconstructing the Quran historicity. The study of asbab al-nuzul is a part of the study of Tafsir (تفسیر قرآن). Taduad e rawayat (تعدد روایات) means the a varse have many asbab al nuzul riwayat and the readers are confused to choose the right one of them. In that conduction the reader should know the principles to seclect the right asbab al nuzul. That's the only way to avoid the Ikhtilaf e Riwayat. These principles are very helpful to control the different tafasir among the writers of tafasir (مفسر). In this way we should control the Differences in interpretation.

Keywords: *Asbab al nuzul, Tafsir of Quran, Differences in interpretation*

موضوع کا تعارف:

اسباب،سبب کی جمع ہے اوراس کے معنی "وجہ"،"ذریعہ "یا"محرک "[4] کے ہیں۔نزول کے معنی "اُترنا"یا"نازل ہونا"[5]ہیں۔شان نزول یا اسباب نزول سے مراد وہ حوادث یا واقعات ہیں کہ جن کے وقوع کے وقت قرآن کی آیت یا آیات نازل ہوئی ہوں۔ایسی موقعیت یا حوادث کو شان نزول کہا جاتا ہے۔یعنی ہر وہ چیز جس کے ذریعے سے مقصد اورہدف تک پہنچنے میں مدد لی جا سکےاسے سبب کہتے ہے۔قرآن پاک میں پیوند، آلہ، باعث، دستاویز اور تعلق داری کے معانی میں استعمال ہوا ہے۔[6]اسباب کے لئےانگریزی میں" reasons " اور نزول کے لئے "revelation" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

تعدد روایات:

---

[1] PhD Scholar, Email: 17153009@gift.edu.pk, Department of Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala.
[2] Assistant Professor, Email: waseem.abbas@gift.edu.pk, Department of Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala.
[3] Professor, Email: hafizmahmoodakhtar@gift.edu.pk, Department of Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala.

[4]-فیروزُاللُغات اُردو جیبی (نیاایڈیشن)۔لاہور:فیروز سنز۔ص:325

[5]-ایضاً،ص:478

[6]-محمد باقر،حجتی،سید۔ اسباب نزول۔تہران: وزارت ارشاد اسلامی ادارہ کل، انتشارات و تبلیغات، زمستان 1365ش.ص:17

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

بعض مفسرین نے کسی آیت کے سبب نزول کے ضمن میں کئی روایات ذکر کر دی ہیں۔ یہ ایک سے زائد روایات تعدد روایات کہلاتی ہیں۔ایک عام قاری جو اسباب نزول کا علم نہیں رکھتا وہ ان روایات کو پڑھ کر پریشان ہو جاتا ہے کہ ان میں سے کونسی روایت آیت کا سبب نزول ہے؟تاہم یہ بات جاننے کی ضرورت ہے کہ قرآن مجید کی ہر آیت کا سبب نزول نہیں ہے۔بلکہ اسباب نزول والے آیات بہت کم ہیں اور قرآن کی زیادہ تر آیات ایسی ہیں جن کا کوئی سبب نزول نہیں ہے۔اس کے بعد اسباب نزول والی ان آیات میں سے بھی آیت کے سبب نزول میں اختلاف نہیں ہوتا،بلکہ بہت ہی کم آیات ایسی ہیں جن میں سبب نزول کی روایات میں اختلاف ہے۔ان اختلافات کو حل کرنے کے لئے مفسرین نے کچھ اصول بیان کیے ہیں، یہ اصول صحیح سبب نزول کے تعین میں مدد دیتے ہیں۔اصول درج ذیل ہیں :

صیغے کی مدد سے صحیح سبب نزول کا تعین:

صیغے کی مدد سے سبب نزول کا تعین کرنے کے بارے میں دو قواعد ہیں۔جن کی مدد سے سبب نزول کے اختلاف کو حل کیا جاسکتا ہے۔

پہلا قاعدہ:

اگر کسی آیت کے سبب نزول میں دو مختلف روایت ہوں،ایک میں صروحت کے ساتھ کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہو، جبکہ دوسری روایت میں "نزلت ھذہ الایۃ فی کذا" (یہ آیت اس کے بارے میں نازل ہوئی) کے الفاظ استعمال ہوں۔ایسی صورت میں پہلی روایت کو سبب نزول قرار دیا جائے گا اور دوسری روایت کو آیت کی تفسیر تصور کیا جائے گا۔اور اسے راوی کو اپنے اجتہاد قرار دیا جائے گا۔

مثال:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ[7]

(تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ۔)
اس آیت کے سبب نزول کے متعلق درج ذیل روایات ہیں:

1۔پہلی روایت یہ ہے:

عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ الْيَهُودُ تَقُولُ إِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَرَائِهَا جَاءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَنَزَلَتْ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ[8]
ابن المنکدر خبر دی کہ اس نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہودیوں کا یہ کہنا تھا کہ جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ پشت کی طرف سے اگلی شرمگاہ میں مجامعت کرتا ہے تو یوں پیدا ہونے والا بچہ بھینگا ہو گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۔[9]اس حدیث کو امام بخاری نے ابو نعیم سے اور امام مسلم نے ابو بکر بن ابوشیبہ سے روایت کیا ہے اور دونوں راویوں نے اس حدیث کو سفیان سے نقل کیا ہے۔
اس روایت میں واقعہ کے بعد "فنزلت "تو یہ آیت نازل ہوئی کے الفاظ ہیں جو صراحت کے ساتھ سبب نزول پر دلالت کرتے ہیں۔
2۔دوسری روایت یہ ہے:

---

[7]۔البقرہ2:223

[8]۔بخاری، صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب:نساؤکم حرث لکم فأتوا حرثکم أنى شئتم،ح:4528

[9]۔واحدی۔اسباب نزول۔ص:68،سیوطی۔لباب المنقول۔ص:44،بخاری،کتاب تفسیر،ح:4528

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

ابن عباس سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں ہلاک ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے ہلاک کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ رات کو میں نے اپنی بیوی کے ساتھ پشت کی طرف مجامعت کی (راوی کا کہنا ہے کہ) آپ نے کچھ جواب نہ دیا اس پر رسول اللہ پر وحی نازل کی گئی جس میں یہ آیت تھی۔[10] اس روایت میں واقعہ کے بعد "فانزل الله هذه الآية" یہ آیت نازل کی گئی۔

3۔ابن عمر سے روایت ہے کہ:"أنزلت هذه الآية في إتيان النساء في أدبارهن "[11]

"یہ آیت عورتوں کے ساتھ پشت میں صحبت کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔"

اس روایت میں " أنزلت هذه الآية" (اس بارے میں نازل ہوئی) یہ الفاظ اسباب نزول کے بارے میں غیر صریح ہیں۔

یہ روایات اس آیت کا الگ الگ سبب نزول بیان کرتیں ہیں۔ جس کے نتیجے میں دو الگ اسباب سامنے آتے ہیں۔ اس صورت میں صریح صیغے کا لحاظ رکھا جائے گا اور پہلی روایت کو اسباب نزول قرار دیا جائے گا۔ اور ابن عمر کے قول کو ان کی اپنی رائے یا اجتہاد قرار دیا جائے گا۔

دوسرا قاعدہ:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ[12]

"ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں"

پہلی روایت یہ ہے:

قتادہ نے اس نے انس بن مالک سے روایت کر کے کہا کہ یہ آیت ہم انصار کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ۔ ہم مغرب کی نماز پڑھ کر نبی ﷺ کے ساتھ نماز عشاء پڑھنے سے پہلے اپنے گھروں کو لوٹتے نہیں تھے۔[13]

واحدیؒ بیان کرتے ہیں کہ حسن اور مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت تہجد گزار لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو راتوں کو نماز تک جاگتے رہتے تھے اور یہ بات صحت واقعہ پر دلالت کرتی ہے۔[14]

دوسری روایت:

ابن ابی شبیب سے اور اس نے معاذ بن جبل سے جو کچھ روایت کر کے سنایا ہے وہ یہ ہے جب ہم غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اور ہمیں گرمی لگ رہی تھی لوگ منتشر ہوئے تو میں نے نظر اٹھا کر دیکھا کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ لوگوں کی بہ نسبت میرے زیادہ قریب ہیں میں آپ کے نزدیک ہوا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کرے اور دوزخ کی آگ سے دور رکھے۔ آپ نے فرمایا: "کہ تم نے ایک بہت بری بات پوچھی ہے البتہ جس شخص کے لیے

---

[10]۔ایضاً۔ص:70،سیوطی۔لباب المنقول۔ص:44

[11]۔سیوطی۔لباب المنقول۔ص:44

[12]۔السجدۃ 16:32

[13]،واحدی۔اسباب نزول۔ص:336،سیوطی۔لباب المنقول۔ص:204

[14]۔ایضاً،ص:336

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

اللہ اسے آسان بنادے اس کے لیے آسان ہے۔ وہ یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ فرض نماز قائم کرو فرض زکوۃ ادا کرو رمضان کے روزے رکھو اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں خیر کے سارے دروازے بتادوں۔ راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ ہاں رسول اللہ ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے صدقہ لغزشوں کو مٹاتا ہے آدھی رات کو آدمی کا نماز کے لیے اٹھنا اللہ کی خوشنودی کے حصول کا سبب ہے راوی کا کہنا ہے کہ آپ نے اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔[15]

جمہور مفسرین کا قول یہ ہے کہ یہ آیت تہجد کی نماز کی شان میں اللہ تعالی نے نازل فرمائی ہے۔ اور اس قول کی تائید بھی حضرت معاذ بن جبل کی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو امام احمد ترمذی نسائی ابن ماجہ حاکم بیہقی نے روایت کیا ہے ترمذی اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔[16]

مختصر یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل سے چند نیک کاموں کا ذکر فرما کر پھر فرمایا کہ تہجد کی نماز تو ایسی چیز ہے جس کے ثواب کا بیان نہیں ہو سکتا اور پھر آپ نے یہ آیت پڑھی تفسیر ابن مردویہ میں حضرت ابوہریرہ کی روایت بھی حضرت معاذ بن جبل کی روایت کے موافق ہے۔

ترمذی کی دوسری روایت جو انس بن مالک سے ہے اور مسند بزار کی حضرت بلال کی روایت جن دونوں روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ عشا کی نماز کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ان دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح تہجد کی نماز اکثر لوگوں پر شاق ہے اسی طرح کچھ لوگوں پر تھکان اور نیند کے سبب سے عشا کی نماز بھی شاق ہے اس لیے عشا کی نماز کی شان میں بھی اس آیت کا مطلب پایا جاتا ہے اوپر یہ بیان ہو چکا ہے کہ ایک آیت کا مطلب جہاں جہاں صادق آتا تھا تو صحابہ کا یہ دستور تھا کہ ان سب حالتوں اور شکلوں کو اس آیت کی شان نزول قرار دیا کرتے تھے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی صحیح روایت کی وجہ سے قوی شان نزول تو وہی ہے جو جمہور مفسرین نے بیان کیا ہے باقی روایتوں اور اقوال مفسرین کا مطلب یہ ہے کہ اور نمازوں پر بھی آیت کا مضمون صادق آتا ہے۔ اوپر جن ایماندار لوگوں کا ذکر تھا کہ وہ قرآن کی نصیحت کا کان لگا کر سنتے ہیں اور احکام الٰہی کے تابع ہیں یہ انہی کا ذکر فرمایا کہ جب اور لوگ آرام سے سوتے ہیں تو یہ لوگ اپنے چھونے کو خالی چھوڑ کر عذاب عقبیٰ کے خوف اور راحت عقبیٰ کی امید سے تہجد کی نماز پڑھتے ہیں اور اللہ تعالی سے اپنی مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اور اللہ تعالی نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے صدقہ خیرات بھی کرتے ہیں۔

صحت روایت کی بنیاد پر صحیح سبب نزول کا تعین:

متعدد روایات کی صورت میں ہر روایت کی صحت کو جانچا جائے گا جو صحت کے اعتبار سے صحیح ہو گی اُسی روایت کو آیت کا سبب نزول قرار دیا جائے گا، اس ضمن میں ہمارے علماء نے روایات کی صحت کی جانچ پڑتال میں اپنی زندگیاں وقف کی ہیں۔

مثال:

لَيْسُوْا سَوَآءً ۗ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ [17]

(یہ اہل کتاب بھی سارے ایک جیسے نہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو حق پر قائم رہنے والے ہیں۔ وہ دن رات اللہ کی آیات پڑھتے اور سجدہ ریز ہوتے ہیں)

---

[15]- ایضا، ص: 336-337

[16]- ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر۔ ج: 3، ص: 459

[17]- آل عمران 3:113

ابن عباس اور مقاتل کا قول ہے کہ جب عبداللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعیہ اسید بن سعیہ اور اسد بن عبید اور یہود کے کچھ دوسرے لوگ ایمان لائے تو یہود کے احبار نے کہا کہ محمد پر تو صرف ہمارے برے لوگ ایمان لائے یہ لوگ اگر ہمارے اچھے آدمیوں سے ہوتے تو اپنے آباؤاجداد کا دین ہر گز ترک نہ کرتے۔ان احبار نے ان سے کہا کہ تم اپنا دین دوسرے دین سے بدل کر خسارے میں رہے ہو اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی۔[18]

اس روایت کے بارے میں علامہ واحدیؒ لکھتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہے۔

ابن مسعود کا قول ہے کہ یہ آیت نماز عتمہ (عشاء کی نماز) کے بارے میں نازل ہوئی جسے صرف مسلمان ہی پڑھتے تھے ان کے سوا دوسرے اہل کتاب یہ نماز نہ پڑھتے تھے۔

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز کو موخر کر دیا پھر آپ مسجد کی طرف تشریف لائے لوگ آپ کا انتظار کر رہے تھے آپ نے فرمایا: " تمام دین والوں میں تمہارے سوا کوئی بھی اس وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا۔" حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں[19]

اس روایت کی سند میں ایک راوی عاصم ان کے حفظ کے بارے میں لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔اس لحاظ سے پہلی روایت صحت کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے لہٰذا پہلی روایت کو آیات کا سبب نزول قرار دیا جائے گا اور دوسری روایت کو اس آیت کے حکم میں داخل سمجھا جائے گا۔

کیونکہ اس معاملہ پر بھی ان آیات کے مطلب کا اطلاق ہوتا ہے۔

جب یہودی لوگ مسلمان ہوئے تو یہودی علماء نے ان مسلمانوں کی طرح طرح کی مذمت اپنی قوم کے لوگوں میں کرنی شروع کر دی۔اس پر اللہ تعالیٰ نے ان مسلمان اہل کتاب کی تعریف میں ان مسلمانوں کا دل بڑہانے کی غرض سے یہ آیتیں نازل فرمائی۔

اور بعض مفسرین نے ان آیات شان نزول یہ بیان کی ہے کہ امت محمد یہ اور اہل کتاب کے برابر نہ ہونے اور امت محمد یہ کی تعریف میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔اور دوسری روایت جس میں عشاء کی نماز میں دیر ہو جانے کا ذکر ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس معاملہ پر بھی ان آیات کا مطلب صادق آتا ہے۔کیونکہ اکثر مفسرین کے نزدیک مشہور وہی شان نزول ہے جو پہلے بیان کی گئ۔

مختصر یہ کہ جو لوگ شریعت رائج الوقت کے موافق عمل کر رہے ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ ایک کسان نے کھیتی کی اور وقت پر اناج کاٹ کر اپنے گھر لے لیا۔اور جو لوگ ضد سے شریعت منسوخ پر عمل کر رہے ہیں۔اجر کے حساب سے ان کے عمل اللہ کے نزدیک ایسے ہیں جس طرح ایک شخص کھیتی کرے اور عین کاٹنے کے وقت سخت آندھی چل کر یا اولے پڑ کر وہ کھیتی ستیاناس ہو جائے۔پھر یہ دونوں گروہ کیونکر برابر ہو سکتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جو عمل شریعت محمد ﷺ کے موافق نہ وہ بالکل رائیگاں ہے۔[20] یہ بظاہر تین روایات ہیں مگر مفہوم سب کا ایک ہی ہے

تعدد روایات میں ترجیح کی بنیاد پر صحیح سبب نزول کا تعین:

جب پہلے دو اصولوں سے اختلاف حل نہ ہو سکے تو تیسرے اصول کی ضرورت پیش آتی ہے۔بعض اوقات سبب نزول کی دونوں روایات سند کے اعتبار سے صحیح ہوتی ہیں لیکن کسی وجہ ترجیح کی بنیاد پر ایک روایت کو دوسری روایت پر ترجیح دی جائے۔ایسی صورت میں یہی راجح روایت آیت کا سبب نزول قرار پاتی ہے۔مثلاً دو مختلف روایات میں اگر ایک کی سند دوسری کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ہو یعنی ایک روایت کا راوی ایسا ہے جو واقعہ کے وقت موجود تھا۔جبکہ دوسری روایت کا راوی واقعہ کے وقت موجود نہیں تھا۔تو پہلی روایت کی

---

[18] -سیوطی۔لباب المنقول۔ص:60،واحدی۔اسباب نزول۔ص:111

[19] -ایضاً،ص:61،ایضاً

[20] -احمد حسن۔احسن تفاسیر۔ج:1،ص:262-263

سند دوسری کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ہے۔اس کی وجہ ترجیح یہ ہے کہ راوی واقعہ کے وقت موجود تھااور اس نے اپنی آنکھوں سے واقعہ دیکھا کر اس کو زیادہ اچھی طرح بیان کرے گا،بجائےُاس کہ بیان کرنے کہ جو موقع پر موجود نہیں تھا۔

مثال:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا [21]

"اور تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ وہ میرے پروردگار کی ایک شان ہے اور تم لوگوں کو (بہت ہی) کم علم دیا گیا ہے۔"

ابن کثیر بیان کرتے ہیں:

صحیحین میں عبداللہ بن مسعود کی روایت سے جو شان نزول اس آیت کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود نے رسول اللہ ﷺ سے روح کا حال پوچھا تھا اور بخاری کی روایت میں یہ صراحت بھی آچکی ہے کہ یہود کا یہ سوال مدینہ میں تھا اس صورت میں اس آیت کا نازل ہونا مدینہ میں ہے اور یہ آیت مدنی ہے۔لیکن ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے جو روایت کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہود کے سکھلانے سے قریش نے مکہ میں آنحضرت سے روح کا سوال کیا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔اس صورت میں یہ آیت مکی ٹھہرتی ہے اس حدیث کی سند بھی معتبر ہے اس واسطے حافظ ابن کثیر اور معتبر علماء نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ آیت قریش کے سوال پر پہلے مکہ اور یہود کے سوال پر پھر مدینہ میں دو دفعہ نازل ہوئی ہے۔[22]

اس آیت کے بارے میں دو روایات ہیں۔

پہلی روایت یہ ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنْ الرُّوحِ فَقَالَ مَا رَأْيُكُمْ إِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالُوا سَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنْ الرُّوحِ فَأَمْسَکَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ وَيَسْأَلُونَک عَنْ الرُّوحِ قُلْ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا) [23]

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کے ساتھ مدینہ میں کسی کھیت میں تھا جبکہ آپ کھجور کی ٹہنی سے ٹیک لگائے ہوئے تھے کچھ یہودی ہمارے پاس سے گزرے اور کہا اس سے روح کے متعلق سوا کرو کسی نے کہا اسے مت سوال کرو کہ تمہیں ناپسندیدہ چیز کے ساتھ جواب دے ان میں سے ایک جماعت آئی اور کہا اے ابوالقاسم آپ روح کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ خاموش رہے پھر آپ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی میں نے اپنا ہاتھ آپ کی پیشانی پر رکھا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے تو اس موقع پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ)

دوسری روایت یہ ہے:

عکرمہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی چیز بتلاؤ کہ ہم اس کے متعلق آپ ﷺ سے سوال کریں تو انہوں نے کہا کہ تم اس سے روح کے متعلق سوال کرو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔[24]

---

[21]-الاسراء(بنی اسرائیل)85:17

[22]-ابن کثیر۔تفسیرابن کثیر۔ج:3،ص:272

[23]- صحیح بخاری،ج:2کتاب تفسیر القرآن،ح:4721،واحدی۔اسباب نزول۔ص:280،تفسیر ابن کثیر،ج:3،ص:273

[24]-واحدی،اسبان نزول،ص:281،تفسیر ابن کثیر،ج:3،ص:273

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

(مفسرین نے بیان کیاہے کہ یہ آیت دومرتبہ نازل ہوئی، مکہ میں بھی اور مدینہ میں بھی۔)

پہلی روایت سے معلوم ہوتاہے کہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی۔ جبکہ دوسری روایت میں قریش کا ذکر ہے جو کہ مکہ میں آباد تھے تو اس سے معلوم ہوتاہے کہ آیت مکہ میں نازل ہوئی ۔اس طرح اسباب نزول کے بارے میں اختلاف پیدا ہوگیا کہ آیت یہود کے سوال پر مدینہ میں نازل ہوئی؟ یا قریش کے سوال پر مکہ میں؟ یہ پتا لگانے کے لئے دونوں روایات کی صحت کو دیکھا جائے گا۔ دونوں روایات کی سند صحیح ہے۔ان دونوں میں کسی قسم کا کوئی ضعف بھی نہیں ہے لہذا اب کوئی وجہ ترجیح تلاش کی جائی گئی۔ پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ واقعہ کے وقت موجود تھے۔ جبکہ ابن عباس موقعہ پر موجود نہ تھے۔ راوی کا موقعہ پر موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے سارا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہی وجہ ترجیح ہے۔ پس اس طریقے سے اسباب نزول کی روایات میں اختلاف حل ہو جاتاہے۔

سبب نزول کی شرائط پر روایات کا تعین:

مثال:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ --[25]

"خدا نے تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو ارشاد فرمایا کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیاں کے حصے کے برابر ہے۔"

اس آیت اسباب نزول کے بارے میں دو روایات ہیں:

ابن المنکدر نے جابر سے روایت کرکے خبر دی اس نے کہا رسول اللہ اور ابو بکر نے قبیلہ بنی سلمہ کے ہاں میری عیادت کی وہ چلتے ہوئے آئے آپ نے مجھے بے سدھ پایا آپ نے پانی منگوایا وضو کیا پھر اس پانی میں سے مجھ پر پانی چھڑکا مجھ آرام آگیا یا مجھے آفاقہ ہوا میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول میں اپنے مال کا کیا کروں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۔[26]

اس روایت کی سند صحیح ہے امام بخاری و مسلم نے اسے ابن جریج سے نقل کیا ہے۔

دوسری روایت:

عبداللہ بن محمد بن عقیل نے جابر بن عبداللہ سے روایت کرکے خبر دی کہ اس نے کا کہا کہ ایک عورت دو بیٹیاں لے کر رسول اللہ کے پاس آئی اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول یہ ثابت بن قیس کی دو بیٹیاں ہیں یا اس نے ثابت بن ربیع کہا جنگ احد میں آپ کے ہمراہ وہ شہید ہوگیا ان دو بچیوں کے چچا نے اس کا مال لے لیا اور ان کی میراث لے لی اس نے سارا مال لے لیا ان کے لیے نہ چھوڑا اے اللہ کے رسول آپ کی کیا رائے ہے بخدا اب تک ان کی شادی نہیں ہو سکتی جب تک ان کے پاس مال نہ آئے آپ نے فرمایا کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ حکم دے گا اس پر سورۃ نساء نازل ہوئی۔[27]

اس روایت کی سند میں راوی عبداللہ بن عقیل ضعیف ہے۔ ابن کثیرؒ نے اس آیت کے اسباب نزول میں یہ دونوں روایت درج کیں ہیں۔

تفسیر احسن التفاسیر میں سید احمد حسن نے بھی یہ دونوں روایات بیان کیں ہیں۔[28] مولانا مودودیؒ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اس آیت کا شان نزول سعد بن ربیعہ کی بیٹیوں والی روایت کو لیاہے۔[29]

---

[25]۔النساء 4:11

[26]۔واحدی۔اسباب نزول (عربی)۔ص:144۔145، سیوطی۔لباب المنقول۔ص:71

[27]۔ایضا، ص:146

[28]۔احمد حسن۔احسن التفاسیر۔ج:1، ص:298۔299

[29]۔مودودی۔تفہیم القرآن، ج:1، ص:325۔326، ثناء اللہ۔تفسیر مظہری۔ج:2، ص:259

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

مثال:

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا[30]

اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے محمد ﷺ کی صفت کو چھپایا اور اسے لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں کیا حالانکہ ان کی کتابوں میں آپ کی صفت لکھی موجود تھی۔

پہلی روایت:

عطیہ عوفی کی وساطت سے ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس کی طرف اس قول کی نسبت کی کہ اس آیت کا نزول ان لوگوں کے حق میں ہوا جو رسول اللہ ﷺ کے اوصاف (جو تورات میں آئے ہیں لوگوں سے) چھپا کر رکھتے تھے اور ایک دوسرے کو بھی اس اخفاء کا مشورہ دیتا تھا اور اس علم کو بند رکھنے سے بڑھ کر اور کنجوسی اور کون سی ہوسکتی ہے۔ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ عطیہ عوفی ضعیف ہے۔

الکلبی اور مجاہد کا قول ہے کہ یہ بخل کرنے والے یہود ہیں انہوں نے اس شخص کی تصدیق کرنے میں بخل کیا جو ان کے محمد کی صفات لے کر ان کے پاس آیا حالانکہ ان کی کتابوں میں آپ کی صفات لکھی موجود تھیں۔[31]

دوسری روایت:

ابن عباس اور ابن زید کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کی جماعت (کردم بن زید حیی بن اخطب، رفاعہ بن زید بن تابوت، اسامہ بن حبیب، نافع بن ابی نافع، بجری بن عمرو) کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ لوگ انصار کے لوگوں کے پاس آتے تھے ان کے ساتھ میل جول کرتے تھے انہیں نصیحت کرتے اور کہتے کہ تم اپنے اموال خرچ نہ کرو اس طرح ہمیں تمہارے نادار ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس پر اللہ نے یہ آیت الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ نازل کی۔[32] رواہ ابن اسحاق وابن جریر بسند صحیح ہے۔ اس روایت پر آیت میں بخل سے مراد ہوگا مالی بخل لیکن سعید بن جبیر (رض) کا قول ہے کہ بخل سے مراد ہے علم کو چھپانا۔

مولانا ثناءاللہؒ نے اسباب نول کی ان دونوں روایات کو اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

مولانا مودودیؒ نے اس آیت میں بخل سے مراد مالی بخل لیا ہے وہ لکھتے ہیں:

اللہ کے فضل کو چھپانا یہ ہے کہ آدمی اس طرح رہے گویا اللہ نے اس پر فضل نہیں کیا ہے۔ مثلاً کسی کو اللہ نے دولت دی ہو اور وہ اپنی حیثیت سے گر کر رہے۔ نہ اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے، نہ بندگان خدا کی مدد کرے، نہ نیک کاموں میں حصہ لے۔ لوگ دیکھیں تو سمجھیں کہ بیچارہ بڑا ہی خستہ حال ہے۔ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے۔[33]

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ

اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَھُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْھُمْ وَھُمْ مُّعْرِضُوْنَ[34]

اس آیت کے شان نزول میں اختلاف ہے۔ قاضی ثناءاللہؒ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک روایت کو لیا ہے جبکہ دوسرے مفسرین نے دوسری روایت کو: کلبی نے بروایت ابو صالح حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ خیبر کے باشندوں میں ایک مرد و عورت نے زنا کیا اور زناء کی سزا ان کی کتاب میں رجم (سنگسار کر دینا) مقرر تھی لیکن زانی چونکہ عالی

---

[30]-النساء4:37

[31]-واحدی۔اسباب نزول (عربی)۔ص:152، سیوطی۔لباب المنقول۔ص:76

[32]-ایضا،ص:153

[33]-مودودی۔تفہیم القرآن۔ج:1،ص:352

[34]-آل عمران3:23

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

مرتبہ تھے اس لیے یہودیوں نے ان کو سنگسار کرنا مناسب نہ سمجھا اور رسول اللہ کی خدمت میں معاملہ پیش کیا ان کو یہ امید تھی کہ رسول اللہ کے پاس اس سزا میں کچھ تخفیف مل جائے گی۔

لیکن حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دونوں کو رجم کردینے کا حکم دیدیا نعمان بن اوفی اور بحری بن عمرو اس سزا کو سن کو بولے محمد ! آپ کا فیصلہ غلط ہے ان کے لیے سنگسار کرنے کا حکم نہیں ہے۔آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میرے تمہارے قول کا فیصلہ توریت سے ہو سکتا ہے (تورات لاؤ) وہ بولے آپ ﷺ نے انصاف کی بات کہی۔

حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں تورات کا سب سے بڑا عالم کون ہے۔انہوں نے جواب دیا ایک یک چشم آدمی ہے جو فدک کا باشندہ ہے اس کو ابن صوریا کہا جاتا ہے چناچہ یہودیوں نے ابن صوریا کو بلوا بھیجا اور وہ مدینہ میں آگیا۔

حضرت جبرائیل □ نے رسول اللہ ﷺ کو ابن صوریا کے حالات بتادیئے تھے۔ابن صوریا حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ابن صوریا ہو اس نے جواب دیا جی ہاں فرمایا: کیا تم یہودیوں کے سب سے بڑے عالم ہو۔ابن صوریا نے کہا لوگ ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے تورات کا وہ حصہ طلب فرمایا: جس میں رجم کا حکم مذکور تھا اور فرمایا: اس کو پڑھو۔

حسب الحکم ابن صوریا نے تورات پڑھنی شروع کی اور جب آیت رجم پر پہنچا تو اپنی ہتھیلی اس پر رکھ دی اور آگے پڑھنے لگا۔حضرت عبداللہ بن سلام بولے یا رسول اللہ ﷺ یہ آیت رجم کو چھوڑ گیا، پھر عبداللہ نے خود اٹھ کر اس کا ہاتھ آیت رجم سے ہٹایا اور رسول اللہ ﷺ کو نیز یہودیوں کو پڑھ کر سنایا کہ محصن اور محصنہ جب زنا کریں اور شہادت سے ثبوت ہو جائے تو ان کو سنگسار کر دیا جائے اور اگر عورت حاملہ ہو تو بچہ پیدا ہونے تک سزا موقوف رکھی جائے اس فیصلہ کے بعد رسول اللہ نے دونوں کو سنگسار کرادیا اور یہودی ناراض ہو کر لوٹ گئے اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حافظ سید احمد لکھتے ہیں:

ابن ابی حاتمؒ اور ابن منذرؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز چند یہود کا ایک مدرسہ میں آمنا سامنا ہوا آپ ﷺ نے ان سے اسلام لانے کو کہا ان میں دو شخص یہودی نعیم بن عمرو اور حارث بن زید نے آپ سے سوچھا کہ آخر آپ کس دین پر ہیں آپ نے فرمایا میں دین اور ملت ابراہیمی پر ہوں انہوں نے جواب دیا کہ حضرت ابراہیم تو خود دین یہود پر تھے پھر آپ ہم سے اور کونسا دین اختیار کراتے ہیں آپ نے فرمایا اگر حضرت ابراہیم دین یہود پر تھے تو تورات میں ضرور اس کا ذکر ہوگا۔اگر تم سچے ہو تو لاؤ تورات میں کہاں یہ بات لکھی ہے دکھاؤ۔ان دونوں شخصوں نے تورات کے لانے سے انکار کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہود کے قائل کرنے کو آیت نازل فرمائی۔

اور فرمایا کہ یہ لوگ تورات کے بھی پابند نہیں ہیں۔کیونکہ جس حق بات کا فیصلہ تورات پر قرار دیا جاتا ہے اس سے بھی یہ لوگ پھر جاتے ہیں اور اس سے آگے کی آیت میں اور طرح یہود کا جھوٹ ثابت کیا کہ یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ چند روز کے سوا دوزخ میں ان کہ رہنا نہیں ہے یہ بات بھی تورات کے خلاف ہے اور اسی جھوٹے عقیدہ نے دوزخ سے ان کو بے خوف کر دیا ہے اور اس بے خوفی کے سبب سے ایسی جرأت کرتے ہیں مگر آخرت میں ان کو سب حال کھل جائے گا۔بعض تفسیروں میں اس آیت کے شان نزول سوا اس کے اور اور جو بیان کئے ہیں اس سے اس شان نزول کی سند قوی ہے۔[35]

مولانا عاشق الہٰی بلند شہری (1995ء۔1999ء) جو کہ جدید مفسرین میں سے ہیں روح المعانی کے حوالے سے ابن اسحاق کا قول بیان کرتے ہیں:

ابن اسحاق سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت المدراس میں تشریف لے گئے (جو یہودیوں کی مذہبی اور تعلیمی جگہ تھی) وہاں یہودی جمع تھے رسول اللہ ﷺ نے توحید کی دعوت دی۔ان لوگوں میں نعمان بن عمرو اور حارث بن زید دو آدمی تھے انہوں نے کہا کہ اے محمد ! آپ کس دین پر ہیں آپ نے فرمایا میں ابراہیم کی ملت پر ہوں۔انہوں نے کہا کہ ابراہیم تو یہودی تھے آپ نے فرمایا کہ تورات لے آؤ وہ ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کردے گی وہ تورات لانے پر راضی نہ ہوئے اور اس کا فیصلہ ماننے سے انکار کر بیٹھے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت بالا نازل فرمائی جس میں یہ بتایا کہ ان کو اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کردے لیکن ان میں کا ایک فریق (جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا) اللہ کی کتاب کو ماننے سے اعراض کرتا ہے اور حق قبول کرنے سے روگردانی کرتا ہے۔

[35] احمد حسن، سید محمد۔احسن تفاسیر، ج:1،ص:229۔230

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

مثال:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ [36]

اس آیت کے بارے میں کئی شان نزول بیان ہوئے ہیں ان میں کچھ بظاہر باہم متضاد معلوم ہوتے ہیں

تفسیر مظہری میں اس کے شان نزول کے حوالے سے دو روایات ذکر کی گئیں ہیں:

صحیحین میں ابو وائل کی وساطت سے حضرت عبد اللہ کی روایت منقول ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کا مال مارنے کے لیے جھوٹی قسم کھائے گا تو اللہ کے سامنے اس کی پیشی ایسی حالت میں ہوگی کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ اس کی تصدیق میں آیت مذکورہ آخر تک نازل ہوئی۔ حضرت عبد اللہ یہ حدیث بیان کر چکے تو حضرت اشعث بن قیس باہر سے اندر آئے اور پوچھا ابو عبد الرحمن نے تم سے کیا حدیث بیان کی تھی لوگوں نے بتادیا کہ یہ یہ بیان کر رہے تھے حضرت اشعث نے کہا یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی تھی۔ بات یہ ہوئی کہ میرا ایک کنواں میرا چچا کے بیٹے کی زمین میں تھا میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گذارش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے گواہ پیش کرو۔ ورنہ اس کی قسم کو مانو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ وہ تو اس پر قسم کھالے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمان آدمی کا مال مارنے کے لیے جھوٹی قسم کھائی اور وہ قسم میں جھوٹا ہو تو قیامت کے دن جب اللہ کی پیشی میں جائے گا تو اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ بخاری کے طریق سے بغوی نے اپنی سند سے یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے

لیکن ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ وغیرہ کی روایت میں حضرت اشعث بن قیس کا قول اس طرح منقول ہے کہ میرے اور ایک یہودی کے درمیان کچھ زمین کا نزاع تھا۔ یہودی (میرے حق کا) منکر تھا) میں اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے یہودی سے فرمایا: تو قسم کھا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ یہ تو قسم کھالے گا اور میرا مال لے جائے گا۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

بخاری نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک شخص کچھ تجارتی سامان بازار میں لایا اور کسی مسلمان کو پھانسنے کے لیے اللہ کی قسم کھا کر کہنے لگا کہ مجھے اس کی اتنی قیمت ملتی تھی حالانکہ اس کو اس کی بیان کردہ قیمت نہیں ملتی تھی (یا یوں ترجمہ کیا جائے کہ اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ میں نے اس سامان کی اتنی قیمت دی ہے یعنی اتنے میں خریدا ہے حالانکہ اس نے اتنی قیمت نہیں دی تھی) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حافظ ابن حجرؒ نے بخاری کی شرح میں لکھا ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں (کہ ایک کو صحیح ماننے کی صورت میں دوسری کو غلط ماننا ہی پڑے) بلکہ ممکن ہے کہ نزول آیت کے دونوں سبب ہوں (ایک واقعہ بھی ہوا ہو اور دوسرا بھی)

ابن جریرؒ نے عکرمہؒ کا قول نقل کیا ہے کہ آیت کا نزول کعب بن اشرف حیی بن اخطب اور ان جیسے دوسرے یہودیوں کے حق میں ہوا جو توریت میں نازل شدہ اوصاف محمدی کو چھپاتے بدلتے اور ان کی جگہ دوسری چیزیں درج کیا کرتے تھے اور قسم کھا کر کہتے تھے کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں اس تبدیل و تحریف سے ان کی غرض یہ تھی کہ ان کو کھانے کو ملتا رہے اور جو رشوتیں وہ اپنے متبعین سے لیتے رہتے تھے ان میں فرق نہ آئے۔ ابن حجر نے لکھا ہے آیت میں اس سبب نزول کا بھی احتمال ہے۔ لیکن اصل سبب نزول وہی ہے جو صحیح حدیث میں آیا ہے۔

علامہ مظہری کہتے ہیں کہ آیت کی رفتار اور کلام کا سیاق ابن جریر از عکرمہ کی روایت کی صحت کو چاہتا ہے اور جس طرح دونوں مذکورۂ بالا حدیثوں میں باہم تضاد نہیں ہے اس طرح ان حدیثوں سے عکرمہ کی روایت کا بھی تضاد نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ اسباب نزول تینوں ہوں۔ [37]

تفسیر جلالین میں اس کا شان نزول یہ بیان ہوا ہے:

زاہدی کے حوالہ سے صاحب خلاصۃ التفاسیر نے لکھا ہے کہ ایک بار مدینہ میں قحط پڑا بعض یہود مسلمان ہو گئے تھے وہ کعب بن اشرف کے پاس گئے جو کہ یہود کا سردار تھا، اور مدد کی درخواست کی کعب بن اشرف نے کہا اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، انہوں نے جواب دیا اللہ کا نبی اور اس کا بندہ ہے، کعب نے کہا تم مجھ سے کچھ

---

[36] -آل عمران 3:77

[37] -مظہری۔ تفسیر مظہری۔ ج:2 ص:93-94

JAHAN E TAHGEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

نہیں پا سکتے، نو مسلم یہود بولے ہم نے یہ بات یوں ہی کہہ دی تھی مہلت دیجئے کہ سوچ سمجھ کر جواب دیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد آئے اور کہنے لگے یہ خاتم الانبیاء نہیں ہیں تو اس نے ان کو قسم دلائی وہ قسم کھا گئے کعب نے ہر شخص کو پانچ صاع جو اور آٹھ گز کپڑا دیا، مذکورہ آیت ان ہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

احسن التفاسیر میں ہے شان نزول اس آیت کا وہی ہے جو متفق علیہ حدیث کی رو سے بیان کی گئی ہے۔ یعنی صحیحین اور صحاح کی کتابوں میں میں روایت ہے کہ اشعث بن قیس حابی اور ایک یہودی میں کچھ زمین کا قضیہ تھا اس کی فریاد رسول ﷺ کے پاس لائی گئی آپ نے پوچھا اس دعوے کے ثبوت کے گواہ ہیں۔ اشعث بن قیس نے کہا نہیں۔ گواہ تو نہیں ہیں۔ آپ نے یہودی سے کہا کہ تو اپنے دعوے پر قسم کھا۔ اشعث بن قیس نے کہا کہ حضرت یہ یہودی فوراً جھوٹی قسم کھا کر میری زمین دبا لے گا۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمادیا دنیا کی تھوڑی سی طمع کے لئے جو کوئی جھوٹی قسم کھائے گا۔ وہ عقبیٰ میں جنت کی بڑی بڑی نعمتوں سے محروم رہے گا۔ اور اللہ تعالی کا اس پر ایسا غصہ اور غضب ہو گا کہ اللہ تعالی نظر رحمت سے اس کی طرف نہ دیکھے گا۔ اور نہ اس سے بات کرے گا اور نہ اس کے کسی گناہ سے در گذر فرمائے گا۔[38]

سبب نزول واحد مگر متعدد آیات کا نزول:

اصول یہ ہے کہ ایک سبب نزول کی وجہ سے مختلف آیات نازل ہوتی ہیں۔ مثلا بعض اوقات تفسیر میں ایک ہی واقعہ کو مختلف آیات کا سبب نزول قرار دیا جاتا ہے۔ تو ایسی صورت میں یہ اختلاف پیدا ہو جاتا ہے کہ مختلف آیات میں سے یہ واقعہ کس آیت کا سبب نزول ہے؟

مثال:

حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا میں نے نہیں سنا کہ خدا نے عورتوں کی ہجرت کے متعلق کبھی کوئی بات کی ہو ؟تو اس وقت اللہ نے اس آیت کو نازل فرمایا:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِ--- ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ [39]

"سو ان کے پروردگار نے ان کی دعا و پکار کو قبول کر لیا (اور فرمایا) میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ مرد ہو یا عورت کبھی ضائع نہیں کرتا۔ تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہی تو ہو۔ سو جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور میری راہ میں انہیں ایذائیں دی گئیں۔ اور (دین کی خاطر) لڑے اور مارے گئے، تو میں ان کی برائیاں مٹا دوں گا اور ان کو ایسے بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ ہے اللہ کے ہاں ان کی جزا۔ اور اللہ کے پاس بہترین ثواب و جزاء ہے۔[40]

نیز یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ ---اَجْرًا عَظِیْمًا [41]

---

[38]-احمد حسن۔ احسن تفاسیر، ج:1، ص:246۔247

[39]-آل عمران 195:3

[40]-ایضا، ص:121۔122، واحدی۔ اسباب نزول، ص:130

[41]-الاحزاب 35:33

" بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں، اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو بکثرت یاد

کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کیلئے مغفرت اور بڑا اجر و ثواب مہیا کر رکھا ہے۔ پس ام سلمہ کا سوال ایک تھا لیکن آل عمران اور سورہ احزاب دو سورتوں کی آیات نازل ہوئیں۔

اسبابِ نزول میں تکرار نزول:

اسباب کی ایک سے زیادہ مرتبہ تکرار ہونے کی وجہ سے ایک ہی چیز کا نزول ایک سے زیادہ مرتبہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے سورہ الحمد(فاتحہ) دو مرتبہ نازل ہوئی۔ایک مرتبہ مکہ میں اور دوسری مرتبہ مدینہ میں نازل ہوئی۔[42]

حضرت علی،ابن عباس،الحسنؒ، قتادہؒاور ابوالعالیہؒ فرماتے ہیں : یہ سورت مکی ہے۔ حضرت ابوہریرہ، مجاہدؒ، عطاء بن یسارؒ، زہریؒ فرماتے ہیں کہ : یہ مدنی ہے۔[43]اس بارے میں دوسری رائے یہ ہے کہ یہ سورت دومرتب نازل ہوئی ایک بارمکہ میں اور دوسری بار مدینہ میں۔[44]سورۃ اسراء آیت 85 بھی دومرتبہ نازل ہوئی ایک بارمکہ اوردوسری بارمدینہ میں۔

دوسری مثال

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ [45]

" اور اگر تم تکلیف دینا چاہتے ہو تو اتنی ہی تکلیف دو جتنی تم کو پہنچی ا اگر تم صبر کرو بلاشبہ وہ بہت ہے صبر کرنے والوں کے لیے۔"

اس آیت سے متعلق دو روایات ہیں۔پہلی روایت یہ ہے:

ابن عباس سے روایت ہے کہ جس روز حضرت حمزہ کو قتل کیا گیااوران کا مثلہ کیا گیاتو رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر مجھے قریش پر فتح نصیب ہوئی تو میں ستر آدمیوں کا مثلہ کر کے رہوں گااس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی۔اس پر رسول اللہ نے فرمایا: کہ اے میرے رب بلکہ ہم صبر کریں گے۔ [46]

دوسری روایت یہ ہے:

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ معرکہ اُحد میں چونسٹھ(64)انصاری اور چھ(6)مہاجر شہید ہوئے تھے۔ان میں سے حضرت حمزہ بھی تھے مشرکین نے ان کا مثلہ کر ڈالا تھا۔تب انصار نے کہا: اگر ہم نے کفار پر کسی معرکہ میں فتح پائیں گے تو اس سے بڑھ کر ان کے مقتولین کا

---

[42]-زرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن،ج:1ص:116

[43]-ابن کثیر۔ج:1،ص33،واحدی۔اسباب نزولَ۔ص:18۔19

[44]- ایضاً،ج:1،ص33،

[45]-النحل16:126

[46]-واحدی۔اسباب نزول۔ص:273

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

مثلہ کریں گے۔ چنانچہ جب فتح مکہ کا دن آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی : وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ۔[47]
پہلی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت غزوہ اُحد کے موقع پر نازل ہوئی جبکہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتح مکہ کے موقع پر نازل ہوئی۔بظاہر ان دونوں روایات میں تضاد پایا جاتا ہے لیکن حقیقت میں ان میں تضاد نہیں ہے کیونکہ یہ آیت دو مرتبہ نازل ہوئی۔ پس اس طریقے سے اسباب نزول کی روایات میں اختلاف کو حل کیا جا سکتا ہے۔

خلاصہ بحث:

قرآن مجید کی بہت ہی کم آیات ایسی ہیں جن میں اسباب نزول کی روایات میں اختلاف ہے۔ قرآن مجید کی زیادہ تر آیات کے اسباب نزول ہی نہیں ہیں۔ جن آیات میں اسباب نزول ہیں ان میں بھی زیادہ تر آیات میں اسباب نزول کی روایات میں اختلاف نہیں ہے۔ بہت کم آیات ایسی ہیں جن میں روایات کا اختلاف ہے۔ قرآن مجید کی بعض آیات کے سبب نزول میں کئی روایات وارد ہوتی ہیں۔ان میں بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا بلکہ سب روایات ایک ہی سبب نزول کو بیان کرتی ہیں ،ان میں صرف الفاظ کا فرق ہوتا ہے اور حقیقی مفہوم سب کا ایک ہی ہوتا ہے۔اور جن آیات میں اسباب نزول کی روایات میں اختلاف موجود ہے تو علماء تفسیر نے اس کو حل کرنے کے لئے بھی اصول وضع کئے ہیں۔ درجہ بالا اصولوں پر عمل کر کے اسباب نزول کی تعدد روایات سے جو تھوڑے بہت تفسیری اختلاف پیدا ہوتے ہیں ان کو جمع تطبیق کے ذریعے حل کیا جا سکتا ہے

[47]۔ سیوطی، ابو عبدالرحمٰن، جلال الدین، لباب المنقول فی اسباب النزول۔ بیروت: مکتبۃ الثقافۃ، 2002ء، ص:159